جو میری سُنے گا وہ جیتے گا اور جو میری نہیں سُنے گا وہ ہارے گا

(فرمودہ ۱۹؍جون ۱۹۳۶ء)

تشہّد ،تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

میں نے گزشتہ کئی جمعوں سے ایک خاص مضمون کے متعلق خطبات شروع کر رکھے تھے لیکن انسان کچھ ارادہ کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کچھ ظاہر فرماتا ہے۔ میں آج مجبور ہو گیا ہوں کہ اُس سلسلہ کو فی الحال ملتوی کر کے ایک اور مضمون کے متعلق بعض باتیں کہوں۔

میرے قادیان سے جانے سے پہلے شاید ایک دن پہلے یا اُسی دن صبح کو دو موتیں بچوں کی یہاں ہو گئی تھیں اور اُن کے دفن کرنے کے سلسلہ میں بعض احرار کی طرف سے روکیں ڈالنے کی مجھے رپورٹ ملی تھی مگر بغیر اس کے کہ اُس کے متعلق کوئی ایسا جھگڑا پیدا ہوتا جو افسوسناک ہوتا وہ معاملہ ختم ہو گیا تھا۔ میں وہاں پہنچا تو دوسرے یا تیسرے دن مجھے ایک تار ملا کہ پھر ایک میّت کے دفن کرنے کے موقع پر شورش ہوئی ہے اور اس پہلے تار کے پہنچنے کے دوسرے دن پھر مجھے تار ملا کہ ایک اور بچہ فوت ہو گیا ہے اور اُس کے دفن کرنے پر معمولی شورش پر بغیر کسی واردات کے معاملہ ختم ہو گیا ہے۔ غالبًا اس وجہ سے کہ میرا قیام کوئی یقینی قیام نہ تھا کوئی تحریری رپورٹ امورِ عامہ کی طرف سے ان واقعات کے متعلق مجھ کو نہیں ملی۔ سوائے دو غیر دفتری خطوط کے جن میں معاملہ وضاحت

سے بیان نہ تھا۔ یہاں پہنچ کر مجھے معلوم ہؤا کہ کسی قدر صورت فساد کی بھی پیدا ہوگئی تھی اور یہ کہ ایک شخص نے دعویٰ کیا ہے کہ اس کو بعض احمدیوں نے مارا ہے۔ چونکہ یہ معاملہ زیرِ تفتیش ہے اور عدالت میں چلا گیا ہے یا جانے والا ہے میں اس کے متعلق کچھ زیادہ نہیں کہنا چاہتا لیکن اصولی طور پر جماعت کو نصیحت کرنا میرا فرض ہے اور مجھے حق ہے کہ میں اسے سمجھاؤں۔

ہم لوگ مسلمان ہیں اور پانچ وقت اپنی نمازوں میں یہ دعا کرتے ہیں کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ [۱] اے اللہ! تُو ہمیں سیدھا راستہ دکھا اُن لوگوں کا راستہ جن پر تُو نے انعام کیا۔ جب ہم اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ خدایا! ہمیں سیدھا راستہ دکھا تو کیا ہمارا فرض نہیں ہوتا کہ اس سیدھے راستہ کو دکھانے کیلئے اس کی طرف سے جو آواز آئے اُس پر ہم کان بھی دھریں۔ مجھے بعض مؤذنوں سے شکایت ہوتی ہے کہ جب نماز کا وقت آتا ہے اور وہ مجھے اطلاع دینے آتے ہیں تو زور زور سے کہنا شروع کر دیتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ نماز کا وقت ہوگیا، جی نماز کا وقت ہوگیا، جی نماز کا وقت ہوگیا، ایک بج گیا، اب ڈیڑھ بج گیا، میں اطلاع دینے آیا ہوں اور ان کلمات کا وہ اِس قدر تکرار کرتے اور ان پر اتنا زور دیتے ہیں کہ میری بات سنتے ہی نہیں آخر وہ چُپ کریں تو میری آواز سنیں۔ جب وہ چُپ ہی نہیں کرتے تو میری آواز کس طرح سن سکتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بسا اوقات میں اپنی جگہ پر بیٹھا ہؤا آواز دیتا ہوں اور وہ نہیں سنتے، پھر میں اُٹھ کر جواب دیتا ہوں تو پھر بھی نہیں سنتے، پھر قریب کے کمرہ میں آکر جواب دیتا ہوں تو بھی نہیں سنتے، پھر برآمدہ میں آکر جواب دیتا ہوں پھر بھی میری آواز نہیں سنتے اور مسجد میں آکر کہہ دیتے ہیں میں اطلاع دینے گیا تھا مگر کوئی جواب نہیں ملا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں پتہ نہیں لگا۔ یہ حالت اسی وجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ وہ خود شور مچا رہے ہوتے ہیں اور میری آواز سننے کی کوشش نہیں کرتے۔ میں ہمیشہ انہیں نصیحت کیا کرتا ہوں کہ جب وہ مجھے آواز دیں تو پھر میرے جواب کو بھی متوجہ ہو کر سنا کریں۔ اب کیا یہ عجیب بات نہیں کہ ہم پانچ وقت خدا تعالیٰ کے دروازہ پر دستک دیں اور کہیں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ خدایا! ہمیں سیدھا راستہ دکھا، خدایا! ہمیں سیدھا راستہ دکھا، اور خدا تعالیٰ بتا رہا ہو کہ فلاں سیدھا راستہ ہے اُس پر چل کر میرے پاس آجاؤ مگر ہم اس کی آواز کو سنتے ہی نہیں اور پھر چُپ کر کے بیٹھ

جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو ہم نے پکارا اور کہا کہ وہ ہمیں سیدھا راستہ دکھائے مگر اس نے ہمیں سیدھا راستہ نہیں دکھایا حالانکہ وہ تو ہمیں سیدھا راستہ دکھارہا تھا مگر ہم نے اس کی آواز کو سننے کا موقع ہی پیدا نہیں کیا۔ پس میں دیکھتا ہوں کہ اکثر لوگوں کا طریق عمل ہمیشہ ان مؤذنوں کا سا ہوتا ہے جن کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے۔

میں نے متواتر بتایا ہے کہ ہر چیز اپنے ماحول کے ساتھ ہی ترقی کرسکتی ہے بغیر اس کے نہیں۔تم اچھے سے اچھا گیہوں کا بیج اگر جیٹھ یا ہاڑ میں بودو تو اس سے کھیتی پیدا نہیں ہوگی، تم عمدہ سے عمدہ کپاس کا بیج اگر اگست اور ستمبر میں بودو تو اس بیج سے کپاس کی فصل نہیں ہوگی ، یا بہتر سے بہتر گنّا اگر تم اپریل یا مئی میں بودو تو اس کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوگا کیونکہ ہر چیز کیلئے خدا تعالیٰ نے کچھ قانون مقرر فرمائے ہیں اور ان کے ماتحت ہی نتیجہ نکلا کرتا ہے۔ میں نے ہمیشہ بتایا ہے اور اب دو سال سے تو متواتر بتاتا چلا آرہا ہوں کہ خلافت کی غرض و غایت کچھ نہ کچھ ضرور ہونی چاہئے اور جب کوئی شخص خلیفہ کی بیعت کرتا ہے تو اس کی بیعت کے بھی کوئی معنے ہونے چاہئیں۔ اگر تم بیعت کے بعد اور میرے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دینے کے بعد میری سنتے ہی نہیں اور اپنی ہی کہے چلے جاتے ہو تو ایسی بیعت کا فائدہ ہی کیا؟ اس صورت میں تو ایسی بیعت کو تہہ کر کے الگ پھینک دینا زیادہ فائدہ مند ہے بہ نسبت اس کے کہ انسان دنیا میں بھی ذلیل ہو اور خدا تعالیٰ کی نظر میں بھی لعنتی بنے۔

میں نے متواتر آپ لوگوں کو بتایا ہے کہ ہر کام جو آپ لوگ کریں عقل کے ماتحت کریں اور ان ہدایات کے ماتحت کریں جو میں آپ لوگوں کو دیتا آرہا ہوں۔آپ لوگ اس بات کو سمجھیں یا نہ سمجھیں، اسی طرح دنیا اس بات کو سمجھے یا نہ سمجھے مگر امرِ واقعہ یہ ہے کہ اِس وقت اسلام کی ترقی خدا تعالیٰ نے میرے ساتھ وابستہ کر دی ہے جیسا کہ ہمیشہ وہ اپنے دین کی ترقی خلفاء کے ساتھ وابستہ کیا کرتا ہے۔ پس جو میری سُنے گا وہ جیتے گا اور جو میری نہیں سُنے گا وہ ہارے گا، جو میرے پیچھے چلے گا خدا تعالیٰ کی رحمت کے دروازے اس پر کھولے جائیں گے اور جو میرے راستہ سے الگ ہو جائے گا خدا تعالیٰ کی رحمت کے دروازے اس پر بند کر دیئے جائیں گے۔ ایسا انسان جس کی آنکھوں کے سامنے نمونہ نہ ہو وہ معذور ہوتا ہے مگر جس شخص کے سامنے نمونہ ہو اُس کا باوجود نمونہ سامنے ہونے کے صداقت پر مضبوطی سے قائم نہ رہنا بہت بڑا جُرم ہوتا ہے۔

خدا تعالیٰ نے خلافت کی باگ میرے ہاتھ میں اِس وقت دی جب ہمارے خزانے میں صرف چند آنے کے پیسے تھے غالباً اٹھارہ آنے تھے جو اُس وقت خزانہ میں موجود تھے۔ پھر پندرہ بیس ہزار روپیہ قرض تھا اور جماعت کا اٹھانوے فیصدی حصہ دشمنوں کے ساتھ ملا ہوا تھا تب اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ اور میرے ہاتھوں سے تمام جماعت کو اکٹھا کیا، اس کی مالی پریشانیوں کو دور کیا اور جماعت آگے سے بھی زیادہ مضبوطی کے ساتھ چلنے لگی۔ پھر مسائل کی بحث شروع ہوئی اگر اہلِ پیغام اِس جنگ میں جیتتے تو کیا نتیجہ نکلتا۔ احمدیت بالکل مٹ جاتی اور روحانی دنیا پر ایک موت آجاتی مگر کیا اس جنگ کے ہر حصہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے فتح نہیں دی؟ کیا لَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ [۲] کا نظارہ اس نے نہیں دکھایا؟ پھر تبلیغِ دین اور اشاعتِ احمدیت کی جنگ میں اس نے میری پالیسی کو کامیاب نہیں کیا؟ سلسلہ کے نظام کے بارہ میں میری سکیم کو غیر معمولی برکت نہیں بخشی؟ حتّٰی کہ دشمن بھی اس پر رشک کرتے ہیں اور اس کی نقل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، پھر نیم سیاسی امور میں ہماری شرکت کے سوال کو لو کیا اس میدان میں اس نے میری باتوں کو درست ثابت نہیں کیا؟ جب جنگِ عظیم کے بعد ادھر خلافت کی شورش پیدا ہوئی ادھر کانگرس کی شورش نے ملک میں ایک آگ لگا دی تو یہ ایک بہت بڑا ابتلاء تھا اور ہندوستان کے عقلمند سے عقلمند انسان بھی اس شورش میں بہہ گئے تھے اُس وقت بھی اللہ تعالیٰ نے جو راستہ مجھے بتایا وہی ٹھیک اور درست نکلا اور آخر لوگ پچھتا کر اسی جگہ پر واپس آگئے جس جگہ میں لانا چاہتا تھا۔ پھر ملکانوں میں تبلیغ کا زمانہ آیا خلافت کے فساد کے بعد نئے رنگ میں خلافت کے مٹنے کا جوش پیدا ہوا، عرب میں اختلافات کا سلسلہ شروع ہوا، ان میں سے ہر معاملہ میں خدا تعالیٰ نے میری رائے کو صحیح ثابت کیا اور دوسروں کی رائے غلط ثابت ہوئی۔ ایک وہ وقت تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے زمانہ میں پیغامیوں کے اس کہنے پر کہ ایک بچہ کے ذریعہ جماعت کو تباہ کیا جا رہا ہے، مسجد میں بیٹھے ہوئے احمدی گریہ وبُکا کر رہے تھے اور رو رہے تھے کہ واقعہ میں جماعت کو ایک بچہ کے ذریعہ تباہ کیا جا رہا ہے مگر آج وہی بچہ ہے جس کے سامنے وہی لوگ اس کی بیعت میں داخل ہو کر بیٹھے ہوئے ہیں کیا یہ سب کچھ نشان اور معجزہ نہیں؟

پس اگر خلافت کے کوئی معنے ہیں تو آپ لوگوں کو وہی طریق اختیار کرنا چاہئے جو میں

بتا تا ہوں ورنہ بیعت چھوڑ دینا بیعت میں رہ کر اطاعت نہ کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔ وہ طریق جو میں نے متواتر بتایا ہے یہ ہے کہ ہمارے سامنے نہایت ہی اہم معاملات ہیں۔ آج تک ہمارے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عزت پر ایک عدالت نے جو حملہ کیا تھا وہ بغیر بدلہ لئے قائم ہے۔ میں ہر اُس احمدی سے جو سمجھتا ہے کہ وہ غیرت مند ہے کہتا ہوں اگر اس کی غیرت کسی اور جگہ ظاہر ہوتی ہے تو وہ سخت بے غیرت ہے۔ اگر وہ واقعہ میں غیرت مند ہے تو کیوں اس کی غیرت اس جگہ ظاہر نہیں ہوتی جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عزت پر حملہ کیا جاتا ہے۔ ابھی تک نہ اس فیصلہ کی تردید ہندوستان میں پھیلائی گئی ہے نہ ہائی کورٹ کا فیصلہ ہی کثرت سے لوگوں میں پھیلایا گیا ہے اور نہ اس کے ازالہ کیلئے گورنمنٹ کو مجبور کیا گیا ہے۔ آجکل تو میں نے طریق ہی یہ اختیار کیا ہؤا ہے کہ جب کوئی احمدی مجھے اس قسم کا خط لکھتا ہے کہ فلاں احمدی نے میرے ساتھ یہ معاملہ کیا تھا جس پر مجھے بڑا جوش آیا مگر میں نے پہلے آپ کو خبر دینا مناسب سمجھا۔ تو میں اُسے لکھا کرتا ہوں میں یہ ماننے کیلئے ہرگز تیار نہیں کہ تم باغیرت ہو۔ تم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عزت کی حفاظت کیلئے غیرت نہیں دکھائی تو میں یہ کس طرح مان سکتا ہوں کہ تم میں اِس وقت غیرت پیدا ہوسکتی ہے جب تمہاری ذات پر کوئی حملہ کرے۔ پس جب تک ہم اس فیصلہ کا ازالہ نہ کرائیں، جب تک ہم گورنمنٹ کو مجبور نہ کریں کہ وہ انہی ہاتھوں سے جن ہاتھوں سے اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہتک کی ہے اس ہتک کا ازالہ کرے اور اپنی غلطی کا اقرار کرے اُس وقت تک کسی احمدی کا اور معاملات میں اپنے آپ کو باغیرت کہنا بالکل جھوٹ ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم تمام آئینی طریق اختیار کر کے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت کو قائم کریں پھر اپنی عزتوں کے قیام کا سوال بھی پیدا ہوسکتا ہے۔ میں نے متواتر بتایا ہے کہ آئینی جدوجہد کے ذریعہ کام کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ عقل سے کام لیا جائے اور بشرطیکہ انسان اپنے نفس پر قابو رکھنے کی قابلیت رکھتا ہو۔ میری یہ ہدایت جماعت والوں کو ہمیشہ سے معلوم ہے کہ ایسے مواقع جن میں فساد کا خطرہ ہو اُن میں کبھی لاٹھیاں وغیرہ لے کر نہیں جانا چاہیئے۔ احرار کے جلسہ کے موقع پر بھی اور بعد کے دوسرے مواقع پر بھی میں نے متواتر نصیحت کی ہے کہ ایسے موقع پر میرا وہ حکم کہ ہر احمدی کو ہر وقت اپنے پاس لاٹھی رکھنی چاہیئے منسوخ سمجھنا چاہیئے اور اپنی براءت ثابت کرنے کیلئے ایسی حالت

رکھنی چاہئے کہ دشمن اگر مارتا ہے تو بیشک مارے مگر تم پر الزام نہ آئے۔ میں نے متواتر سمجھایا ہے کہ یہ سوال نہیں کہ تم حق پر ہو اور تم جُرم سے بری ہو بلکہ سوال یہ ہے کہ تمہاری براءت اَظْهَرُ مِنَ الشَّمْسِ ہونی چاہئے۔ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں اِتَّقُوْا مَوَاقِعَ الْفِتَنِ ۳؎۔ تم سے میں یہی نہیں کہتا کہ تم فتنہ میں مت پڑو بلکہ میں تمہیں یہ بھی کہتا ہوں کہ تم فتنوں کی جگہوں میں بھی مت جاؤ۔ فتنوں کی جگہوں میں نہ جانے کا مطلب یہی ہے کہ دوسرے کو تم پر الزام لگانے کا کوئی موقع میسر نہیں آنا چاہئے۔ تمہارے لئے اپنی بہادری جتانے کے بہت سے موقعے ہیں بلکہ بیسیوں مواقع ہیں جن میں تم اپنی بہادری جتا سکتے ہو۔ جب دنیا میں خدا تعالیٰ کی عزت قائم کرنے کا سوال ہو یا اُس کے رسول کی عزت قائم کرنے کا سوال ہو تو اصل موقع بہادری دکھانے کا وہ ہوتا ہے۔

رسول کریم ﷺ احد کی جنگ میں جب زخمی ہوئے تو کفّار میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ رسول کریم ﷺ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مارے گئے ہیں اس سے قدرتی طور پر ان میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ ان کا لشکر ایک جگہ اکٹھا ہو کر اس بات پر فخر کر رہا تھا کہ ہم نے محمد (ﷺ) کو نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مار دیا ہے اس موقع پر ابوسفیان نے کفار کے لشکر کی طرف سے آواز دی اور کہا۔ کہاں ہے محمد (ﷺ)؟ رسول کریم ﷺ اُس وقت تک ہوش میں آچکے تھے آپ نے جب سنا کہ ابوسفیان کہہ رہا ہے کہ کہاں ہے محمد (ﷺ) اور صحابہؓ نے اس کا جواب دینا چاہا تو رسول کریم ﷺ نے انہیں منع فرما دیا اور کہا مت جواب دو خاموش رہو۔ صحابہؓ کی طرف سے جواب نہ ملنے کی وجہ سے انہوں نے سمجھا کہ شاید یہ بات درست ہے کہ محمد (ﷺ) نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مارے گئے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے خوشی سے نعرہ بلند کیا اور کہا ہم نے محمد (ﷺ) کو مار دیا۔ اس کے بعد انہیں قدرتی طور پر خیال پیدا ہوا کہ رسول کریم ﷺ کے بعد اگر کوئی شخص مسلمانوں کو سنبھال سکتا ہے تو وہ ابوبکرؓ ہے اس پر ابوسفیان نے آواز دی کہاں ہے ابوبکرؓ؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جواب دینے لگے تو رسول کریم ﷺ نے منع فرما دیا اور کہا مت جواب دو۔ اس پر پھر کفار نے خوشی سے ایک نعرہ مارا اور کہا کہ ہم نے ابوبکرؓ کو بھی مار دیا۔ پھر ابوسفیان نے پوچھا کہاں ہے عمرؓ؟ حضرت عمرؓ نہایت تیز مزاج تھے وہ یہ کہنے کو ہی تھے کہ عمرؓ تمہارا سر توڑنے کیلئے موجود ہے کہ رسول کریم ﷺ نے انہیں منع کر دیا اور فرمایا خاموش رہو کیونکہ اُس وقت اسلامی لشکر تتّر بتّر ہو چکا ہے اور صحابہ سخت زخمی تھے اور رسول کریم ﷺ یہ مناسب نہیں سمجھتے

تھے کہ ایسی حالت میں دشمن کو چھیڑا جائے اسی لئے آپ صحابہؓ کو جواب دینے سے منع فرماتے رہے کہ دشمن کو انگیخت کرنے کا کیا فائدہ؟ جب انہوں نے سمجھ لیا کہ رسول کریم ﷺ بھی مارے گئے ہیں اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عَنْھُمَا بھی مارے گئے ہیں تو ابوسفیان زور سے چلّایا اور اُس نے بلند آواز سے نعرہ مار کر کہا اُعْلُ ھُبُلْ اُعْلُ ھُبُلْ ۔ ھبل مشرکین مکّہ کا بہت بڑا دیوتا سمجھا جاتا تھا، اُس کا نام لے کر ابوسفیان نے پکارا اُس کی شان بلند ہو کیونکہ ھبل آخر توحید پرستوں کے مقابلہ میں جیت گیا، یہ لوگ مارے گئے اور ھبل کو فتح ہوئی۔ جب ابوسفیان نے یہ نعرہ لگایا تب وہی محمد ﷺ جو تینوں موقعوں پر صحابہؓ کو خاموش کرتے چلے آئے تھے اور صحابہؓ بھی اس لئے خاموش تھے کہ رسول کریم ﷺ جواب دینا پسند نہیں فرماتے تھے جب ابوسفیان نے کہا اُعْلُ ھُبُلْ اُعْلُ ھُبُلْ تو آپ کی ساری احتیاط اور سارا حزم جاتا رہا اور آپ نے صحابہؓ سے فرمایا کیوں جواب نہیں دیتے؟ انہوں نے کہا کہ یَارَسُوْلُ اللّٰہِ! ہم تو اس لئے خاموش ہیں کہ آپ نے ہمیں جواب دینے سے منع فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں اب جواب دو۔ انہوں نے کہا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! کیا جواب دیں۔ آپ نے فرمایا کہو اَللّٰہُ عَزَّ وَ جَلَّ ۔ اَللّٰہُ عَزَّ وَ جَلَّ [۴] تمہارا ھبل جھوٹا ہے اللہ ہی ہے جو عزت اور جلال والا ہے۔ تو محمد ﷺ کے طریقِ عمل نے ہم کو بتا دیا کہ ہماری غیرتیں کیا اور ہمارے جوش کیا اور ہماری ہمتیں کیا سب خدا اور اس کے رسول کیلئے ہونی چاہئیں۔

پس ہزاروں قربانیوں کے موقعے تمہارے لئے موجود ہیں۔ سات ہزار کی قادیان کی احمدی آبادی ہے اس میں سے کم سے کم ڈیڑھ ہزار مرد ہوں گے۔ میں نے تبلیغِ عام کا اعلان کیا ہؤا ہے مگر ان میں سے کتنے ہیں جو سال میں سے ایک مہینہ قربان کر کے خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کا نام دنیا میں پہنچانے کیلئے گھروں سے نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ اگر ہم واقعہ میں غیرت مند ہیں تو کیوں ہماری غیرتیں خدا تعالیٰ کے نام کیلئے جوش میں نہیں آتیں۔ آخر خدا کے سپاہی اور گاؤں کے گنوار لٹھ باز میں کوئی فرق بھی تو ہونا چاہئے۔ وہ فرق یہی ہے کہ گنوار لٹھ باز کی غیرت اس وقت بھڑکتی ہے جب اس کے گھر پر کوئی شخص حملہ آور ہو لیکن خدا تعالیٰ کے سپاہی کی غیرت اُس وقت بھڑکتی ہے جب خدا تعالیٰ کے گھر پر کوئی شخص حملہ آور ہو۔ محمد ﷺ کے گھر پر حملہ کیا گیا آپ نے اپنا گھر چھوڑ دیا، محمد ﷺ کے وطن پر حملہ کیا گیا آپ نے اپنا وطن چھوڑ دیا لیکن جب خدا تعالیٰ کی

ذات پر حملہ ہوُا تو اس وقت محمد ﷺ خاموش نہ رہے بلکہ آپ نے کفار کو جواب دیا۔ محمد ﷺ کی جائدادیں اور آپ کے اموال اور آپ کے املاک اور آپ کی زمینیں چھین چھین کر دشمنوں نے جو حالت کر دی تھی وہ اس سے ظاہر ہے کہ جب آپ حج کیلئے فتح مکہ کے بعد مکہ تشریف لائے تو کسی نے کہا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! آپ کہاں ٹھہریں گے؟ کیا ہی وہ دردناک جواب ہے جو رسول کریم ﷺ نے دیا۔ آپ نے فرمایا ہمارے لئے تو عقیل نے کوئی گھر چھوڑا ہی نہیں ہم کہاں ٹھہریں گے۔ وہ شخص جس کے باپ دادے مکّہ پر حکومت کرتے چلے آئے تھے سات سال کے بعد مکّہ میں ایک اجنبی کی حیثیت میں آتا ہے اور جب اُس سے ایک شخص پوچھتا ہے کہ آپ کہاں ٹھہریں گے؟ تو وہ مسیح علیہ السلام کی طرح کہتا ہے ''درندوں کیلئے ماندیں ہیں اور چڑیوں کیلئے گھونسلے مگر ابن آدم کیلئے سر چھپانے کی بھی جگہ نہیں''۔[۵] ہمارے لئے تو کوئی گھر ہی باقی نہیں رہا ہم کہاں ٹھہریں گے۔ مگر خدا تعالیٰ کیلئے انہی محمد ﷺ کی غیرت دیکھو کہ حنین کے موقع پر صحابہؓ ایک وجہ سے پیچھے ہٹ جاتے ہیں، اسلامی لشکر کفار کی شمولیت کی وجہ سے تتر بتر ہو جاتا ہے صرف بارہ آدمی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد رہ جاتے ہیں اور چار ہزار کا لشکر دونوں طرف سے تیروں کی بارش برسا رہا ہے ایسی حالت میں گھبرا کر صحابہؓ عرض کرتے ہیں کہ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! یہ کھڑے رہنے کا موقع نہیں میدانِ جنگ سے پیچھے ہٹئے اور ایک تو وفورِ محبت کی وجہ سے آپ کے گھوڑے کا باگ پکڑ لیتا اور اسے آگے بڑھنے سے روک دیتا ہے مگر رسول کریم ﷺ اُس کو ہٹا دیتے ہیں اور فرماتے ہیں چھوڑ دو میرے گھوڑے کی باگ۔ اور اپنی سواری کو ایڑ لگا کر دشمن کی طرف بڑھتے ہیں اور لشکرِ کفار میں نڈر ہو کر گھس جاتے اور فرماتے ہیں

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ　　اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ[۶]

یعنی کیا اِس وقت صحابہ کی ایک غلطی کی وجہ سے تم یہ سمجھتے ہو کہ میں جھوٹا ہوں؟ ہرگز نہیں میں خدا کا سچا نبی ہوں اور دیکھو! میں اکیلا اِس وقت تمہاری طرف بڑھ رہا ہوں لیکن اس طرح میرا دشمنوں کی طرف بڑھتے چلے جانا لوگوں کو حیرت میں ڈال دے گا اور وہ کہیں گے شاید یہ خدا ہے مگر سنو یہ درست نہیں میں خدا نہیں بلکہ عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ تو غیرت دکھانے کے بھی موقعے ہوتے ہیں اور جانیں دینے کیلئے بھی موقعے ہوتے ہیں مگر بہرحال کام ایسے طریق پر ہونا چاہئے کہ اس

کے نتیجہ میں خدا اور اس کے رسول کی عزت بڑھے۔ میرا اس سے ہرگز یہ منشاء نہیں کہ آپ لوگ اپنے اس حق کو جو قانونی اور شرعی اور اخلاقی طور پر آپ کا حق ہے چھوڑ دیں۔

یہی قبرستان جس پر جھگڑا ہؤا ہے اور جس کے اندر واقع ہونے والے گزشتہ حادثہ کے بارہ میں مَیں اس وقت نصیحت کر رہا ہوں میں مانتا ہوں کہ وہ ہمارا ہے اور میں یہ نہیں کہتا کہ اس میں اپنا حق چھوڑ دو ہم اس میں دوسروں کے ساتھ مل کر حصہ دار ہیں ان کا بھی حق ہے کہ وہ اس میں اپنے مُردے دفن کریں اور ہمارا بھی حق ہے اور میں اس حق کو لینے سے ہرگز منع نہیں کرتا بلکہ میں کہتا ہوں کہ دنیا کی کوئی حکومت ہمیں اس قبرستان میں اپنے مُردے دفن کرنے سے روک نہیں سکتی جو ہمارے باپ دادوں نے ہبہ کیا، جس میں ہمارے باپ دادوں کی قبریں موجود ہیں اور جس میں ہمارے بھائی بہنوں کی قبریں موجود ہیں۔ اگر ایسے افسروں کے ہاتھ جو اِس میں مزاحم ہو رہے ہیں بالا گورنمنٹ نہیں پکڑے گی تو ہمارا خدا ان کے ہاتھ پکڑے گا مگر وہ قبرستان ہمارے ہاتھ سے نہیں جاسکتا۔ پس مجھے حق کے لینے پر اعتراض نہیں میں نے قطعی طور پر لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ میری رائے میں ہمیں اپنے اس حق کو ضرور قائم رکھنا چاہئے اور کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس حق کو چھوڑ دیں لیکن سوال اُس طریق کا ہے کہ جسے ہم اپنا حق قائم کرنے کیلئے اختیار کریں اور اُس سلوک کا ہے جو ہم اپنے مخالفوں سے کریں اور اس کے بارہ میں مَیں یہ صاف کہہ دینا چاہتا ہوں کہ وہ وہی ہونا چاہئے جو میں تجویز کروں۔

پھر دوسرے لوگوں سے بھی کہتا ہوں کہ وہ فساد کیوں کر رہے ہیں؟ کیا انہیں یاد نہیں کہ میری ہی خلافت کے ایام میں ہندوؤں کی مڑہیوں کے بارہ میں ایک جھگڑا پیدا ہؤا وہ لوگ میرے پاس آئے اور میں نے انہیں مڑہیوں کیلئے زمین دے دی۔ چنانچہ وہ زمین ہندوؤں کے پاس ہے اور سرکاری کاغذات میں سے اسے دیکھا جاسکتا ہے۔ قادیان کے غیر احمدی شاید ڈرتے ہیں کہ اگر قبرستان ختم ہوگیا تو وہ آئندہ اپنے مُردے کہاں دفن کرسکیں گے مگر وہ خدا کے متعلق اتنا بخل اپنے دلوں میں کیوں رکھتے ہیں؟ کیا اگر یہ قبرستان ختم ہو جائے گا تو خدا اور زمین ان کیلئے مہیا نہیں کرسکتا؟ پھر چاہے قادیان کے سب غیر احمدی احراری ہوں یا غیر احراری انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ مؤمن کبھی کسی کے مُردے کو سڑنے نہیں دیتا اگر ان کے مُردوں کیلئے کوئی جگہ باقی نہ رہی اور

ہمارے خاندان نے ان کے مُردوں کو دفن کرنے کا انتظام نہ کیا تو پھر بے شک وہ اعتراض کر سکتے ہیں لیکن جب ہم نے ہندوؤں کو اس مخالفت کے زمانہ میں ان کی مڑہیوں کیلئے جگہ دی ہے تو کیا ہم مسلمانوں کو قبروں کیلئے زمین نہ دیں گے۔ پس باوجود تمام مخالفتوں کے اگر آج احرار کیلئے جگہ ختم ہو جائے تو کم سے کم مَیں اپنی زندگی تک کہہ سکتا ہوں کہ ان کو قبرستان کیلئے کوئی زمین خریدنے کی ضرورت نہیں ہوگی بلکہ ان کے بھائیوں اور ہم مذہبوں سے پہلے ان کی تکلیف میں مَیں ان کی امداد کرنے کیلئے تیار ہوں گا مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ وہ حق جو خدا تعالیٰ نے ہمارا قائم کیا ہے ہم اسے چھوڑ دیں۔ وہاں میری ایک بہن مدفون ہے، میرے ہوش کے زمانہ میں فوت ہوئی، اسے ہاتھوں پر اُٹھا کر کچھ دور لے گئے، پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہاتھوں پر اٹھا کر لے گئے۔ میری خلافت کے ایام میں وہاں ہماری ایک بھانجی بھی دفن ہوئی تھی، ہمارے بہت سے لوگ وہاں دفن ہوتے چلے آئے ہیں ابھی دو تین مہینے کی بات ہے چوہدری عبدالرحمٰن صاحب سربراہ نمبردار کی بیوی فوت ہوئیں وہ وہیں دفن کی گئیں، محلّہ دارالرحمت کے کئی مُردے پچھلے ایام سے وہاں دفن ہوتے چلے آئے ہیں کیونکہ سب سے قریب انہیں وہی جگہ پڑتی ہے۔ پس کوئی حکومت ہم کو اس حق سے باز نہیں رکھ سکتی۔ لیکن اگر حکومت ظالمانہ طور پر ہمیں اس حق سے باز رکھے گی تو پھر ہمارا اصل وہی ہوگا جس کا ہم نے کئی بار اظہار کیا ہے کہ گورنمنٹ کا قانون نہیں توڑنا مگر گورنمنٹ سے میری مراد وہ بارہ بارہ روپیہ کے کانسٹیبل نہیں جو خواہ مخواہ اپنے اوپر گورنمنٹ کا چوغہ پہن کر آ جاتے ہیں بلکہ گورنمنٹ سے مراد گورنمنٹ ہے۔ مثلاً حکومتِ پنجاب ہے حکومتِ پنجاب کا نمائندہ ڈپٹی کمشنر اگر تحریری طور پر حکم دے دے کہ میں جماعت احمدیہ کو اِس بات سے روکتا ہوں کہ وہ اس قبرستان میں اپنے مُردے دفن کرے تو پھر ہم عدالتوں کے ذریعہ اپنا حق حاصل کرنے کی کوشش کریں گے اور اگر عدالتوں کے ذریعہ بھی ہمیں اپنا حق نہیں ملے گا تو ہم دعاؤں کے ذریعہ اپنے خدا سے اس حق کو حاصل کریں گے مگر بہر حال ہم قانون شکنی کسی صورت میں نہیں کریں گے۔

اس شورش کی وجہ بھی معلوم ہے اور میں ان احمدیوں کو بھی جانتا ہوں جو اس کے پیچھے ہیں۔ پولیس والوں کو بعض بدعنوانیوں کی وجہ سے جھاڑیں پڑی تھیں اب وہ اس کا بدلہ لینے کیلئے یہ تدبیریں کر رہے ہیں اور معاملات کو غلط ملط کر رہے ہیں۔ پس ہماری جماعت کو ایسی تدبیروں

سے دھوکا نہیں کھانا چاہئے۔ میں نے بتایا ہے کہ عدالتوں کا راستہ کھلا ہے ہمارے حق بھی عدالتوں کے ذریعہ طے ہو سکتے ہیں اور ہمارے مخالفین کے حقوق بھی عدالتوں کے ذریعہ طے ہو سکتے ہیں اور اگر عدالتیں ہمارے خلاف فیصلہ کریں تو جیسا کہ میں نے بتایا ہے ہمیں تسلیم کر لینا چاہئے کہ ہم اپنا حق عدالتوں سے منوا نہیں سکے کیونکہ بہر حال ایک جگہ معاملہ کو ختم کر دینا پڑتا ہے اور اس صورت میں عدالت جو آخری فیصلہ دے اسے تسلیم کرنا پڑے گا۔ اگر عدالت شرارت سے خلافِ حق فیصلہ کرے تو خدا تعالیٰ کے حضور ہم اپیل کریں گے اور اگر وہ دیانتداری سے اپنی سمجھ کے مطابق ایک فیصلہ کر دے تو چاہے وہ ہمارے خلاف ہی ہو ہم صبر کریں گے اور اگر وہ ہمیں ہمارا حق دلا دے تو ہم خوش ہونگے کہ ہمیں اپنا حق مل گیا (مگر یہ صرف دُنیوی امور کے متعلق ہے دینی امور کے بارہ میں کوئی عدالت ہم پر حاکم نہیں ہوسکتی)۔ پس میں پھر جماعت کو توجہ دلاتا ہوں (بغیر مقدمہ کی تفصیلات میں پڑنے کے) کہ ہمیشہ ان کو ایسی باتوں سے بچنا چاہئے جن میں وہ زیر الزام آجائیں کیونکہ گورنمنٹ کے بعض افسر پوری کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح وہ جماعت کے افراد پر الزام لگائیں ان کو ایسے مواقع خدا دے۔

پھر میں نے بارہا بتایا ہے کہ یہ مت سمجھیں آپ کیلئے اپنے حقوق حاصل کرنے کے ذرائع نہیں۔ گزشتہ پونے دو سال میں جو احرار سے ہماری لڑائی ہوئی وہ ظاہر ہے اور اس کے نتائج بھی ظاہر ہیں۔ بغیر قانون شکنی کئے کیا احرار کا زور ٹوٹ گیا یا نہیں ٹوٹا؟ اور کیا اپنے بھائیوں میں ہی وہ ذلیل ہوئے یا نہیں ہوئے؟ پھر کیا گورنمنٹ کے وہ افسر جنہوں نے ہمیں نقصان پہنچایا اور ہم سے بِلا وجہ دشمنی کی وہ ابتلاؤں اور مصائب میں پڑے ہیں یا نہیں پڑے؟ اور جو افسر ابھی باقی ہیں خدا تعالیٰ انہیں بھی پکڑے گا اور سزا دے گا تم گھبراتے کیوں ہو۔ کسی نے کہا ہے

دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

خدا تعالیٰ دیر سے پکڑتا ہے مگر جب پکڑتا ہے تو سخت پکڑتا ہے۔ پس تم کیوں سمجھتے ہو کہ بعض افسر پکڑے گئے اور بعض بچے ہوئے ہیں۔ جو افسر بظاہر بچے ہوئے نظر آتے ہیں درحقیقت وہ سزا سے نہیں بچے وہ تمہیں بچے ہوئے نظر آتے ہیں مگر مجھے بچے ہوئے نظر نہیں آتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب پادری عبداللہ آتھم کے متعلق پیشگوئی کی اور اُس کے ڈر جانے کی

وجہ سے خدا تعالیٰ نے پیشگوئی ٹلا دی تو عیسائیوں نے تو شور مچانا ہی تھا بعض بیوقوف مسلمانوں نے بھی خوشی منائی اور کہنا شروع کر دیا کہ حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ جھوٹی نکلی ہے۔ اُس زمانہ میں بہاولپور کے جو نواب صاحب تھے ان کے پیر میاں غلام فرید صاحب چاچڑاں والے تھے جو ایک نہایت ہی نیک اور بزرگ انسان تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر وہ ایمان لائے تھے۔ نواب صاحب کے دل میں ان کی بڑی عقیدت تھی اور وہ ان کا بہت ادب کیا کرتے تھے اور میاں غلام فرید صاحب بھی انہیں اِس طرح ڈانٹ لیتے جس طرح اُستاد شاگرد کو ڈانٹتا ہے۔ اتفاقاً ایک دن جبکہ دربار لگا ہوا تھا عبداللہ آتھم کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کا ذکر چل پڑا اور لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ مرزا صاحب نے آتھم کی موت کے متعلق پیشگوئی کی تھی مگر وہ جھوٹی نکلی لوگ اس کا ذکر کر کے دیر تک ہنستے اور تمسخر اُڑاتے رہے اور میاں غلام فرید صاحب چاچڑاں والے خاموش بیٹھے رہے۔ آخر اس ہنسی میں نواب صاحب بھی شریک ہو گئے اور کہنے لگے واقعہ میں مرزا صاحب کی پیشگوئی جھوٹی نکلی ہے۔ اِس پر میاں غلام فرید صاحب نہایت جوش میں آ گئے اور فرمانے لگے غلط ہے کون کہتا ہے آتھم زندہ ہے مجھے تو اس کی لاش سامنے نظر آ رہی ہے۔ پس تم کیوں اپنے خدا پر بدظنی کرتے ہو اور سمجھتے ہو کہ وہ ان افسروں کو بغیر بدلہ لئے یونہی چھوڑ دے گا اگر ان افسروں کا مستقبل تمہارے سامنے آ جائے تو تم حیران ہو جاؤ کہ ان کیلئے خدا تعالیٰ نے کیا مقدر کیا ہوا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا کیونکہ فرشتوں کی کھنچی ہوئی تلوار ان کے آگے ہوتی ہے۔

میں نے بارہا کہا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات اور آپ کی وحی کا مطالعہ رکھا کرو تمہیں معلوم ہوگا کہ ان الہامات میں ان فتنوں کے متعلق بھی بہت کچھ خبریں پائی جاتی ہیں۔ پس اس بات سے مت گھبراؤ کہ دُنیوی حکومت کے بعض عمود تمہارے خلاف حصہ لیتے ہیں وہ عمود نظر آتے ہیں مگر وہ گھن کھائی ہوئی لکڑیاں ہیں جو آج گریں یا کل گریں۔ تم دیکھو گے کہ وہی حکومت جس کے وہ کل پرزے کہلاتے ہیں اسی حکومت کے ہاتھوں وہ سزا پائیں گے اور خدا تعالیٰ ان کے عیبوں کو پوشیدہ نہیں رہنے دے گا۔

پس میں یہ نہیں کہتا کہ اپنا حق نہ لو تم اپنے حقوق لو اور ان حقوق کے لینے میں تمہارے ساتھ ہوں میں جو کچھ کہتا ہوں وہ یہ ہے کہ پہلے خدا کا حق لے لو بعد میں دنیا سے اپنا حق لو۔ اگر میں اُس وقت آپ لوگوں کے ساتھ ہوتا تو میں تو جب پولیس نے مُردہ بچے کو دفن کرنے میں مزاحمت کی تھی یہی کہتا کہ مُردہ کو دفن کرنے یا نہ کرنے کا معاملہ پولیس پر چھوڑ دو اور مُردہ بچے اور پولیس کا فوٹو لے کر واپس آجاؤ۔ جو شخص مُردہ کی ہتک کرتا ہے وہ خدا تعالیٰ کی لعنت اپنے اوپر لیتا ہے۔ پس تم لعنتیں ان پر پڑنے دیتے اور خود واپس آجاتے آخر وہ ہمارے ہی بھائی بہن تھے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں سخت سے سخت مصائب برداشت کئے۔ بہار میں ہی ایک احمدی عورت فوت ہوگئی اُس کی لاش احمدی دفن کر کے آئے تو لوگوں نے رات کو لاش نکال کر کُتّوں کے آگے ڈال دی۔ تو وہ تکلیفیں جو پہلوں پر گزریں یا ہماری جماعت کے دوسرے بھائیوں پر گزریں ہم پر بھی گزرنی ضروری ہیں اور ہمارا فرض ہے کہ ہم ان میں صبر سے کام لیں۔ تمہیں چاہئے تھا کہ تم ان تمام واقعات کا فوٹو لے لیتے اور پھر دنیا میں شائع کر دیتے کہ پنجاب کی پولیس ایک احمدی مُردہ کے دفن کرنے میں روک بن رہی ہے۔ یہ تمہارا اتنا سخت بدلہ ہوتا کہ حکام تمہاری منتیں کرتے اور تمہارے آگے ہاتھ جوڑتے پھرتے اور کہتے یہ فوٹو دنیا میں نہ پھیلاؤ مگر تم نے ایسا نہیں کیا۔ کیا میں نے بارہا نہیں کہا کہ ایسے موقعوں پر فوٹو لے لیا کرو لیکن محکموں کے ذمہ دار ارکان کے کانوں میں تو روئی پڑی ہوئی ہے تمہارے کانوں میں بھی روئی پڑی ہوئی ہے میری باتیں ایک کان سے سُنتے ہو اور دوسرے سے نکال دیتے ہو۔ میں نے سنا ہے بعض فوٹو لئے گئے ہیں مگر سوال ایک یا دو کا نہیں بلکہ تمہیں ان کی ہر حرکت کا فوٹو لینا چاہئے تھا۔

اب اس کے کفارہ کے طور پر میں ہدایت کرتا ہوں کہ پانچ چھ سَو روپیہ میں سینما کی مشین مل جاتی ہے جس سے متحرک تصاویر اُتاری جاتی ہیں۔ پس فوراً ایک متحرک تصاویر اُتارنے کا آلہ لے لیا جائے اور جہاں کوئی ایسا واقعہ پیش آئے فوراً متحرک تصاویر کی ایک فلم اُتار لی جائے اور پھر بعد میں اُس کو دنیا کے سامنے شائع کر دیا جائے اور بتا دیا جائے کہ واقعات کیا تھے اور حکومت کے ایجنٹ کیا ظاہر کر رہے ہیں۔ اگر ایسا کیمرہ آپ لوگوں کے پاس ہوتا تو مزاحمت کرنے والوں کی ہر حرکت محفوظ رکھی جا سکتی تھی۔ جو تصویریں لی گئی ہیں وہ ابھی میں نے نہیں دیکھیں معلوم نہیں وہ ٹھیک

آئی ہیں یا نہیں آئیں۔ لیکن اگر متحرک تصاویر والا آلہ ہو تو اس کے ذریعہ چلتا ہؤا آدمی بھی نظر آ سکتا ہے، لاٹھی مارتا بھی دکھائی دے سکتا ہے، لاٹھی سے دھکیلتا ہؤا بھی نظر آ سکتا ہے، دوسروں کو فساد کیلئے اس رنگ میں انگیخت کرتا ہؤا بھی نظر آ سکتا ہے کہ میاں آگے بڑھو اور فساد کرو۔ پس ایک تو جلد سے جلد اِس قسم کا آلہ لے لو اور دوسرے آئندہ کیلئے اپنے دلوں میں یہ عہد کرو کہ تم پہلے خدا اور اُس کے رسول کی عزت قائم کرو گے اپنی عزتوں کے قائم کرنے کا خیال تمہیں بعد میں آئے گا۔

دیکھو! ایک بہت بڑا کام ہمارے سامنے ہے ہم نے دنیا میں پھر اسلام قائم کرنا ہے۔ وہ اسلام جسے آج ہر شان وشوکت سے محروم کر دیا گیا، وہ اسلام جس کے ماننے والوں کی آواز سے مشرق سے لے کر مغرب تک تمام کرہ ارض کانپ جاتا تھا، آج اس اسلام پر ایمان لانے والے دنیا میں ذلیل ترین وجود سمجھے جاتے ہیں۔ سکھوں کی تعداد کتنی قلیل ہے تیس لاکھ سے وہ زیادہ نہیں اس کے مقابلہ میں ہندوستان کے مسلمانوں کی تعداد سات کروڑ ہے مگر تیس لاکھ سکھوں کی آواز کے مقابلہ میں سات کروڑ مسلمانوں کی آواز کوئی حقیقت نہیں رکھتی حالانکہ ایک وقت وہ تھا کہ چند سَو مسلمانوں کے سامنے تمام دنیا دم مارنے کی جرأت نہ کرتی تھی۔ ہمیں بھی خدا تعالیٰ نے وہ رُعب دیا ہے جو ہماری تعداد سے بہت زیادہ ہے اور ہماری دنیا میں مخالفت اسی لئے ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں ان سے لوگ بہت ڈرتے ہیں اور یہ دنیا میں ایک دن پھیل کر رہیں گے مگر ہم اپنے رُعب سے وہ فائدہ نہیں اُٹھاتے جو صحابہؓ نے اُٹھایا۔ وہ ایک وجود پر ایمان لے آئے تھے اور اس کے بعد اس کے ہونٹوں کی طرف دیکھتے رہتے تھے کہ ان سے کیا آواز نکلتی ہے مگر ہم تو ابھی منافقوں میں ہی اُلجھ رہے ہیں۔ ایک منافق کی وجہ سے ۱۹۳۴ء میں فتنہ اٹھا اور دوسرے منافق کی وجہ سے ۱۹۳۶ء میں فتنہ اُٹھنے لگا ہے مگر یاد رکھو اگر تقویٰ سے آپ لوگوں نے کام لیا اور میری اطاعت اور فرمانبرداری میں کام کیا تو ایک کیا دنیا بھر کی حکومتیں مل کر بھی آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔ تم خدا کے ہو جاؤ اور اس کے احکام کو مانو پھر خدا تعالیٰ تمہارا ہو جائے گا اور اُس کا حکم تمہاری تائید میں ہو جائے گا اور کوئی نہیں جو خدا تعالیٰ کے حکم کو توڑ سکے۔ جب خدا دنیا میں ایک ہوا چلا دے تو پھر دنیا کے دل خود بخود مرعوب ہونے لگتے ہیں۔ جیسے دریا کے کنارے پر کھڑا ہونے والا شخص اطمینان سے کھڑا ہوتا ہے کہ اچانک دریا کے پانی کی وجہ سے بھربھری زمین دریا میں گر جاتی ہے اور وہ

دھڑام سے پانی میں چلا جاتا ہے۔ اسی طرح جب خدا تعالیٰ آسمان سے اپنا روحانی پانی اُتارتا اور اس کی تائید میں دنیا میں ایک ہوا چلا دیتا ہے تو دُنیوی شان وشوکت کی بڑی بڑی عمارتیں اسی طرح گر جاتی ہیں جس طرح دریا کے کنارے پانی کے زور سے گر جاتے ہیں۔ پس تقویٰ کرو، طہارت اختیار کرو اور سچائی سے کام لو۔

اب بھی میری نصیحت یہی ہے کہ جو شخص سچا احمدی ہے اگر اس سے کوئی غلطی ہوئی ہے تو وہ **عَلَی الْاِعْلَان** اس کا اقرار کرے۔ اگر وہ اشتعال میں آ کر مار بیٹھا ہے یا دوسرے کے مارنے پر اس نے مارا ہے تو وہ یاد رکھے کہ خدا کے غضب سے زیادہ حکومت کا غضب نہیں ہوسکتا۔ جہنم کی چھوٹی سے چھوٹی سزا بھی دنیا کی بڑی سے بڑی سزا سے زیادہ ہیبت ناک ہے۔ یہاں کے جیل خانوں میں ایسے جرائم کی پاداش میں نو مہینے سال یا دو سال یا تین سال قید رکھا جا سکتا ہے لیکن جہنم کی قید اس سے بہت زیادہ لمبی اور بہت زیادہ تکلیف دہ ہے۔ پس سچائی تمہارا ہتھیار ہونا چاہئے اور راستی پر تمہارے ہر کام کی بنیاد ہونی چاہئے۔ وہ شخص جو چاہتا ہے کہ خدا کو خوش کرے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سچا پیرو کار کہلائے وہ اقرار کرے کہ وہ جھوٹ نہیں بولے گا۔ مت سمجھو کہ سچ بولنے کی وجہ سے تم قید ہو جاؤ گے اگر سچ کی وجہ سے تم قید ہوتے ہو تو خدا تعالیٰ کی رحمتیں تم پر نازل ہوں گی۔ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قید نہیں کئے گئے؟ کیا انہیں مارا اور پیٹا نہیں گیا اور کیا حضرت مسیح علیہ السلام کو دشمنوں نے صلیب پر نہیں لٹکایا؟ پھر تمہیں سچ کی وجہ سے قید ہونے میں کیا ڈر ہے۔

احمدیت کا نشان ہمیشہ یہ ہونا چاہئے کہ جو احمدی ہو وہ سچ بولتا ہے اس سے دونوں فائدے ہوں گے۔ خدا تعالیٰ بھی خوش ہوگا اور آئندہ کیلئے کمزور طبع لوگ ایسی حرکات سے بھی اجتناب کریں گے کیونکہ وہ کہیں گے کہ اگر ہم نے کوئی خلافِ اخلاق یا خلافِ قانون حرکت کی تو ہم سے سچ بُلوایا جائے گا پھر کیوں نہ ہم اس حرکت کا ارتکاب ہی چھوڑ دیں۔ پس سچائی پر قائم رہو اور اپنے نفس کو یہ کہہ کر دھوکا مت دو کہ جھوٹ سے فتح ہوسکتی ہے۔ انگریز کی سزا کوئی سزا نہیں سزا وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اُترے۔ اسی طرح انگریز کا ساتھ کوئی ساتھ نہیں بلکہ ساتھ وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو۔ پس بندوں کی طرف سے اپنی نگاہیں ہٹا لو اور خدا تعالیٰ کی طرف بلند کرو۔

میں حیران ہوتا ہوں کہ نیشنل لیگوں نے یہ کیا اصل بنا رکھا ہے کہ فلاں جگہ کے احمدیوں پر ظلم ہؤا ہم اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے اور گورنمنٹ کو توجہ دلاتے ہیں۔ تم کس گورنمنٹ کو توجہ دلاتے ہو اور تمہارے کتنی بار توجہ دلانے پر اس نے توجہ کی ہے۔ بے شک چونکہ خدا تعالیٰ نے ہم پر ایک حکومت قائم کی ہے اس لئے جس جگہ اس قسم کا کوئی واقعہ ہو وہاں کے لوگوں کا فرض بنتا ہے کہ وہ حکومت کو اطلاع دیں اور مرکز کا بھی فرض ہوتا ہے کہ ان پر دشمنانِ سلسلہ کی طرف سے جو مظالم ہوتے ہیں ان کے انسداد کیلئے حکومت کو توجہ دلائے مگر یہ نیشنل لیگیں خواہ مخواہ بے فائدہ کیوں شور مچاتی رہتی ہیں۔ ان کو چاہئے کہ وہ سچی قربانی پیش کریں اور اپنے عمل سے سلسلہ کی عزت کی حفاظت کریں اگر وہ کام کرنا چاہیں تو قانون کے اندر رہتے ہوئے بیسیوں کام کرسکتیں اور اپنے بھائیوں کی مدد کرسکتی ہیں۔ مثلاً نیشنل لیگیں بجائے اس کے کہ یہ ریزولیوشن پاس کریں کہ ہم گورنمنٹ کو توجہ دلاتی ہیں اگر ہر نیشنل لیگ ایک ایک آدمی اپنے خرچ پر اپنے بھائیوں کی امداد کیلئے بھیج دیتی تو یہ ریزولیوشن کے ذریعہ گورنمنٹ کو توجہ دلانے سے ہزار درجے زیادہ بہتر تھا۔

پس سچی قربانی کرو اور فضول اور لغو باتیں چھوڑ دو کہ خدا تعالیٰ فضول اور لغو باتوں سے خوش نہیں ہوتا۔ یہ باتیں میں نے اتنی بار کہی ہیں کہ اب کہتے کہتے میرا گلا بھی اس قدر متورم اور زخمی ہو چکا ہے کہ خطبہ جمعہ اور اس کے بعد نماز میں قراءت بھی بلند آواز سے نہیں پڑھ سکتا اور گلا بیٹھ جاتا ہے۔ پس میں تو اب اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے فضل سے ایسے لوگ مجھے عطا کرے جو سچے طور پر میری باتیں سن کر ان پر عمل کرنے والے ہوں۔ مجھے اس سے کیا فائدہ کہ لاکھوں آدمی میرے ساتھ ایسے ہوں جو میری باتوں پر عمل کرنے والے نہ ہوں۔ سچے مؤمن تو میرے ساتھ اگر دس بیس ہوں تو وہی لاکھوں آدمیوں سے میرے لئے زیادہ خوشی کا موجب ہوسکتے ہیں۔ پس وہ قربانی کرو جو حقیقی قربانی ہو زبانی قربانی خدا تعالیٰ کی نظر میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ تم اپنی جانوں اور اپنے اموال کی قربانی کرو، دین کی خدمت میں اپنے آپ کو لگاؤ اور زیادہ سے زیادہ اپنے اموال خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو۔ تبلیغ کیلئے باہر نکل جاؤ اور وہی جو تمہیں گالیاں دیتے ہیں انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدام میں داخل کرو پھر دیکھو کہ دنیا کا نقشہ ہی بدل جاتا ہے یا نہیں بدلتا۔

پس تم خدا تعالیٰ کے ہو جاؤ اور دنیا کو خدا کے آستانہ پر جھکانے کی کوشش کرو اور یاد رکھو کہ جب خدا تعالیٰ ساتھ ہوتا ہے تو پھر دنیا کے لوگ خود بخود ساتھ ہو جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک قصّہ سنایا کرتے تھے۔ فرماتے تھے کوئی تاجر تھا جو باہر تجارت کیلئے جانے لگا تو اس کے پاس اپنی ضروریات سے زائد دو ہزار روپیہ تھا۔ اُس نے چاہا کہ وہ کسی کے پاس امانت رکھ کر جائے تا جب واپس آئے تو روپیہ اُس سے لے لے۔ یہ خیال آنے پر اس نے سوچا کہ سلطنت کے قاضی سے زیادہ اور کون معتبر ہو سکتا ہے اس کے پاس ہی روپیہ رکھوانا چاہئے۔ چنانچہ اس نے قاضی کے پاس تھیلی رکھوا دی۔ سفر سے واپس آ کر جب اس نے قاضی سے روپیہ مانگا تو وہ صاف انکار کر گیا اور کہنے لگا مجھے تو تم نے کوئی روپیہ نہیں دیا تھا۔ وہ کہنے لگا میں آپ کو یاد دلاتا ہوں جب میں نے آپ کو روپیہ دیا تھا اُس دن اس قِسم کی مجلس میں آپ بیٹھے ہوئے تھے، اِس رنگ کی تھیلی تھی، میں آیا اور آپ کو الگ کونے میں لے جا کر میں نے وہ تھیلی دی۔ قاضی یہ سب باتیں سن کر انکار کرتا چلا گیا کیونکہ گواہ کوئی موجود نہ تھا اور کہنے لگا نہ میاں تم نے مجھے کوئی روپیہ نہیں دیا۔ وہ حیران ہو کر واپس آ گیا اور سوچنے لگا اب روپیہ نکالنے کیلئے کونسی تدبیر اختیار کروں۔ آخر اسے یہ خیال آیا کہ بادشاہ کے پاس جا کر فریاد کروں۔ بادشاہ ہفتہ میں ایک دن مظلوموں کی فریاد سنا کرتا تھا وہ اس دن بادشاہ کو ملا اور تمام قصّہ سنایا اس پر بادشاہ کہنے لگا کہ قاضی بھلا یہ بات کب مانے گا کہ اُس نے تمہارا روپیہ لیا ہوا ہے۔ اگر میں اس سے پوچھوں بھی تو چونکہ تمہارے پاس کوئی گواہ نہیں وہ کہہ دے گا کہ میں نے کوئی روپیہ نہیں لیا اگر اس کا دعویٰ درست ہے تو یہ گواہ پیش کرے اس صورت میں تمہیں اپنا دعویٰ ثابت کرنا مشکل ہو گا اور پھر چونکہ اس طرح قاضی القضاۃ پر الزام عائد ہوتا ہے اور اس سے ہتک ہوتی ہے اور ممکن ہے وہ کہہ دے کہ اس شخص نے میری ہتک کی ہے اسے سزا دی جائے۔ پس یہ طریق تو مفید نہیں کہ میں قاضی سے دریافت کروں ہاں میں تمہیں ایک اور تدبیر بتاتا ہوں اگر تم اس پر عمل کرو گے تو روپیہ تمہیں مل جائے گا۔ میرا فلاں دن جلوس نکلنے والا ہے سارے درباری میرے استقبال کیلئے اپنے گھروں سے باہر نکل کر کھڑے ہوں گے۔ قاضی القضاۃ بھی اپنے چبوترے پر کھڑا ہو گا تم اُس روز قاضی کے چبوترہ کے ایک طرف کھڑے ہو جانا۔ میرا جلوس جب وہاں سے گزرے گا تو میں تمہیں دیکھ کر اپنی سواری

کھڑی کرلوں گا اور تم سے اس بے تکلفی سے باتیں کروں گا جیسے تم میرے پُرانے دوست ہو۔ تم بھی میری باتوں کے جواب میں بے تکلفی سے بات چیت کرنا اور گھبرانا نہیں۔ چنانچہ جب جلوس نکلا قاضی القضاۃ اپنے دوستوں سمیت چبوترے پر آکر کھڑا ہوگیا۔ یہ دیکھ کر تاجر بھی ایک کونے میں کھڑا ہوگیا۔ جب بادشاہ کی سواری وہاں سے گزری تو اُس کے دل میں ارادہ تو پہلے سے ہی تھا تاجر کی شکل دیکھتے ہی اُس نے اپنا گھوڑا روک لیا ساتھ ہی تمام لوگ جو بازاروں میں ایک جلوس کی صورت میں چل رہے تھے کھڑے ہوگئے اور قاضی کی طرف متوجہ ہوئے بغیر بادشاہ نے تاجر سے نہایت بے تکلفی سے گفتگو شروع کردی اور کہا آپ مدت سے ہمیں نہیں ملے کیا بات ہے؟ تاجر کہنے لگا حضور! میں باہر تجارت کیلئے گیا ہؤا تھا۔ بادشاہ پوچھنے لگا اچھا پھر کب آئے۔ تاجر کہنے لگا حضور! چند دن ہوگئے ہیں۔ بادشاہ نے کہا ہمارے تمہارے اتنے گہرے تعلقات ہیں جب تمہیں یہاں آئے ہوئے چند دن ہوگئے ہیں تو ہم سے ملے کیوں نہیں؟ وہ کہنے لگا حضور! بندہ آپ کا غلام ہے میں تو چاہتا تھا کہ جلدی حضور سے ملاقات ہو مگر کچھ روپیہ کا جھگڑا پیدا ہوگیا تھا جس کی وجہ سے پریشانی رہی وہ جھگڑا ابھی تک جاری ہے کوئی فیصلہ نہیں ہؤا۔ بادشاہ کہنے لگا یہ کونسی بڑی بات تھی فیصلہ بھی تو آخر ہم نے ہی کرنا ہوتا ہے تم ہمیں بتاتے اور ہم اُسی وقت روپوں کے جھگڑے کا فیصلہ کردیتے۔ وہ کہنے لگا حضور! کی بڑی مہربانی ہے اگر تسلّی بخش فیصلہ نہ ہؤا تو پھر حضور کو تکلیف دینی پڑے گی۔ اب اِدھر بادشاہ تاجر سے گفتگو کررہا تھا اور اُدھر قاضی القضاۃ کے پیٹ میں چوہے دَوڑ رہے تھے۔ یہ گفتگو کرنے کے بعد جب بادشاہ کی سواری آگے نکل گئی تو قاضی القضاۃ تاجر کی طرف متوجہ ہؤا اور کہنے لگا میاں تاجر! ذرا اِدھر آؤ مجھے تم سے ایک کام ہے۔ وہ تاجر آیا تو قاضی کہنے لگا کہ اصل بات یہ ہے کہ میں بُڈّھا ہوگیا ہوں جس کی وجہ سے میرا حافظہ بہت کمزور ہے تم اپنی تھیلی کا کوئی اتا پتہ بتاؤ ممکن ہے کوئی نشانی بتاؤ تو مجھے یاد آجائے۔ اُس نے وہی باتیں بتائیں جو پہلے بتا چکا تھا کہ اس رنگ کی تھیلی ہے، فلاں مجلس سے میں نے آپ کو علیحدہ بلا کر یہ تھیلی پیش کی تھی۔ قاضی کہنے لگا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ۔ یہ علامتیں تم نے مجھے پہلے کیوں نہ بتائیں وہ تھیلی تو محفوظ پڑی ہے۔ پس اگر بادشاہ کے ساتھ ہونے سے سارے لوگ ساتھ ہوجاتے ہیں تو کیا تم سمجھتے ہو ہمارا خدا ہمارے ساتھ ہو تو دنیا ہمارا مقابلہ کرسکتی ہے؟ دنیا ہرگز ہمارا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ نہ ضلع

گورداسپور کی حکومت، نہ پنجاب کی حکومت اور نہ ولایت کی حکومت اور نہ ساری دنیا کی حکومتیں مل کر ہمیں نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ پس آؤ ہم اپنے خدا کو خوش کریں اور ہماری تمام تر توجہ اِس طرف ہو کہ ہم اس کے احکام پر عمل کریں پھر چاہے احراری ہوں یا حکومت کے کارندے کوئی ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ پس تم خدا کے ہو جاؤ اور اُسی پر توکّل کرو۔ یہ سب سے بڑی نعمت ہے جو کسی انسان کو دنیا میں حاصل ہو سکتی ہے۔ اگر یہ نعمت تمہیں حاصل نہیں تو پھر قید سے چھٹ جانا ایک معمولی بات ہے، قبرستان کا مل جانا ایک معمولی بات ہے بلکہ اگر حکومتیں تمہاری ہوں، پارلیمنٹیں تمہاری ہوں، قانون تمہارے ہوں، تخت تمہارے ہوں اور ہٹلر اور مسولینی بھی اپنی بادشاہتوں کو چھوڑ کر انہیں تمہارے قدموں میں ڈال دیں لیکن تمہارا خدا تم سے ناراض ہو تو تم طاعون کے چوہے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے کیونکہ جس کا خدا دشمن ہو اُس سے زیادہ ذلیل اور ناپاک وجود اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

(الفضل ۲۵؍جون ۱۹۳۶ء)

۱؎ الفاتحة: ۶، ۷ ۲؎ النور: ۵۶

۳؎ موضوعات ملا علی قاری صفحہ ۱۶، مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۴۶ھ میں اِتَّقُوْا مَوَاضِعَ التُّهَمِ کے الفاظ ہیں۔

۴؎ بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ اُحد

۵؎ متی باب ۸ آیت ۲۰ بائبل سوسائٹی انارکلی لاہور ۱۹۹۴ء (مفہوماً)

۶؎ بخاری کتاب المغازی باب قول الله تعالیٰ و یوم حنین (الخ)